

عائشہ فلک شیر



# مکافاتِ عمل

<https://primeurdunovels.com/>

مکافاتِ عمل

عائشہ فلک شیر

مصنفہ:

"ٹھک، ٹھک، ٹھک"

دروازہ مسلسل بج رہا تھا۔ مگر وہ بیڈ کی دوسری طرف گھٹنوں میں سر دیئے روئے جا رہی تھی۔  
ایک بار پھر دروازہ بجا اور حاجی صاحب کی آواز بھی ابھری۔

"بیٹا دروازہ کھولو کب سے آوازیں دے رہا ہوں سُن کیوں نہیں رہی۔"  
وہ آوازیں لگا لگا کے تھک چکے تھے مگر کوئی جواب ہی نہیں آرہا تھا۔  
اب بیچارے کر ہی کیا سکتے تھے یہ تو آئے دن کا معمول تھا۔ بچپن سے ایسا ہوتا آ رہا تھا۔ ایک تو پہلے  
کومل کا رنگ سانولا تھا اور دوسرا چچک زدہ تھا۔  
وہ بد صورت نہیں تھی مگر خوبصورت بھی نہیں تھی۔ جس پر پہلے سکول اور پھر کالج اور اب  
یونیورسٹی میں مذاق اڑایا جاتا تھا۔



## خوشخبری رائلٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شیلف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

**Prime Urdu Novels Publications**

**Whatsapp : 03335586927**

**Email : aatish2kx@gmail.com**

وہ بچپن سے ہی جس دن آتے ہی کمرے میں بند ہو جاتی تو حاجی صاحب جان جاتے تھے کہ آج اُس کے چہرے کو لے کر مذاق اڑایا گیا ہے۔

وہ کچھ دیر رونے کے بعد خود ہی فریش ہو کر باہر آ جاتی تھی۔ مگر آج دوپہر کو جب وہ یونی سے آئی تھی تب سے کمرے میں بند تھی اب رات کے نو بج رہے تھے۔

حاجی صاحب کافی دیر تک دروازہ پیٹتے رہے مگر اُس نے نہیں کھولا آخر کار وہ مایوس ہو کر جانے لگے تو اچانک دروازہ کھلا۔

وہ سامنے کھڑی تھی مگر آج وہ ہمیشہ کی طرح رونے کے بعد فریش نہیں کھڑی تھی۔ اُس کی آنکھیں رو رو کر سُوجھ چکی تھیں۔

بال بکھرے ہوئے تھے جو گردن پر چپکے ہوئے تھے۔

وہ ایسے کھڑی تھی جیسے اُس پر قیامت گزر گئی ہو۔

حاجی صاحب کی آنکھیں اپنی بچی کی یہ آنکھیں حالت دیکھ کر نم ہو گئیں۔

وہ آگے بڑھی اور اپنے باپ کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

"ابو وہ کہتا ہے کہ وہ مم مجھ سے شادی نہیں کرے گا اُسے خو خوبصورت بیوی چاہیے بب بد صورت ڈائن نہیں"

وہ ہچکیوں میں بتا رہی تھی۔ زیادہ رونے کی وجہ سے اُس کا گلہ رندھ چُکا تھا۔

یہ سُن کر حاجی صاحب کی رُوح تک کانپ گئی۔

یہ کتنے بے رحم الفاظ تھے اس کا احساس اُنہیں شدت سے ہو رہا تھا۔

دلا سے کے لیے لفظ ہی ختم ہو چکے تھے۔

## خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- [aatish2kx@gmail.com](mailto:aatish2kx@gmail.com)

Facebook ID :- [www.facebook.com/aatish2k11](https://www.facebook.com/aatish2k11)

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION



یونیورسٹی کی کینیٹین میں وہ سارے دوست بیٹھے کھانے میں مصروف تھے۔  
جب علی نے بُرہان کو دیکھتے ہوئے بات کا آغاز کیا۔

"یار ویسے تُو نے اُس کے ساتھ ٹھیک نہیں کیا"

"کس کے ساتھ" وہ لاپرواہی سے بولا۔

"انجان مت بنو بُرہان تُم جانتے ہو میں کس کی بات کر رہا ہوں وہ لڑکی سچ میں تجھ سے پیار کرتی ہے۔"

تُم نے اُسے بہت ہرٹ کر دیا ہے" علی نے افسوس سے کہا۔

"تو کیا کرتا تُم ہی بتا دو۔"



"کچھ بھی کرتے مگر اس طرح سے اُس کی بے عزتی تو نہ کرتے وہ تُم سے اپنے پیار کا اظہار کرنے آئی تھی اور تُم نے کیا کیا اُس کے ساتھ"

علی کوچ میں افسوس ہو رہا تھا۔

مگر یہ سُن کے بُرہان ہلکا سا ہنس دیا۔

"آخر وہ کونسی سی لڑکی ہے جسے بُرہان خانزادہ کا حُسن تسخیر نہ کر سکے۔"

وہ مغرور لہجے میں بول رہا تھا۔ وہ ایسا ہی تو تھا۔ خوبصورت، مغرور اور بگڑا ہوا امیرزادہ اب بھلا اُس کی نظر کیسے کسی عام سی لڑکی پر پڑ سکتی تھی۔

"مگر پھر بھی اُس کا کیا ہو گا"

علی شاید بحث کے مُوڈ میں تھا سو اڑ گیا اپنی بات پر۔



"ہونا کیا ہے تم بس دیکھتے رہو جہاں ہزاروں محبت کی دعویدار آئیں ہیں اور چلی گئی ہیں وہاں ایک اور سہی۔" اُس نے کندھے اُچکائے۔

وہ اب ٹشو سے اپنے ہاتھ صاف کر رہا تھا۔

"اور ایک بات یاد رکھنا میرا حُسن ان جیسیوں کے لئے نہیں بنا۔"

وہ مغرور سے لہجے میں کہتا اُٹھ کھڑا ہوا۔

جبکہ علی پھٹی آنکھوں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔

"دیکھ بھائی اتنا غرور بھی صحیح نہیں آخر یہ حُسن کب تک رہے گا کل کو بڑھاپا بھی آئیگا۔"

علی نے اُسے سمجھانے کی ایک اور کوشش کی مگر وہ اُس کی بات ان سنی کرتا باہر کو چل پڑا۔  
علی افسوس سے اُسے جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

اُس کے بعد اُس نے موبائل اُٹھا کر کال ملائی البتہ پریشانی اُس کے چہرے سے واضح تھی۔

کچھ دیر بعد دوسری طرف سے کال اٹھالی گئی۔

کال ملتے ہی وہ فوراً بولا۔

"مجھے معاف کر دیں چچا میں اُسے آپ کی بیٹی کے لئے نہیں مناسکا میں نے اپنی پوری کوشش کی لیکن وہ نہیں مانا"۔ وہ افسوس سے اپنے چچا کو بتا رہا تھا۔

□ □ □ □ □

حاجی صاحب نے نیند کی گولیاں دے کر کومل کو تو سُلا دیا مگر اُن کی بھوک، نیند اور سکون سب ختم ہو چکا تھا۔ خیر سکون تو بہت پہلے ہی ختم ہو چکا تھا۔

وہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے مگر زندگی کو اُن پر رحم نہیں آرہا تھا۔

اُن کی شادی کے پندرہ سال بعد منتوں اور مُرادوں سے اُن کے ہاں اولاد ہوئی تھی۔

وہ اولاد جس نے بُڑھاپے میں اُن کا سہارا بننا تھا وہ اب اُن کے لیے تکلیف کا باعث بن چکی تھی۔

اور وہ چاہ کر بھی یہ تکلیف کم نہیں کر پا رہے تھے۔

نہ وہ کسی سے بانٹ سکتے تھے۔ اُن کی بیوی کومل کے بچپن میں ہی انتقال کر گئیں تھیں۔

وہ اب تن تنہا اپنا بڑھاپہ کاٹ رہے تھے۔

□ □ □ □ □

کچھ دن قبل:

"بُرہان"

"ہمم"

"مجھے تم سے بات کرنی ہے" وہ کالج کے گراؤنڈ میں اپنے دوستوں کیساتھ بیٹھا تھا جب ایک لڑکی نے آکر اُس سے یہ کہا۔

"بتاؤ سُن رہا ہوں" اُس نے اوپر کی طرف مُنہ کر کے کہا۔

"یہاں نہیں اُدھر چل کے بات کرتے ہیں۔"

اُس نے تھوڑے فاصلے پر کھڑے درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

بُرہان حیران ہوئے بغیر اُٹھ کھڑا ہوا جیسے اُس کا روز کا کام ہو۔

"کہو کیا کہنا ہے" اُدھر پہنچ کر بُرہان نے لڑکی سے پوچھا جو کنفیوز سی کھڑی تھی۔

"وہ مم میں تم وہ" وہ انگلیاں چٹخا رہی تھی شاید بہت زیادہ کنفیوز ہو رہی تھی۔

"کیا میں تم لگا رکھی ہے جلدی بتاؤ کیا ہے" کہتے ہوئے اُس نے گھڑی کی طرف دیکھا۔

"میں تم سے پیار کرتی ہوں" وہ بلاخر بول پڑی۔

"تو" وہ ایسے بولا جیسے اُسے فرق ہی نہ پڑا ہو۔

لڑکی کا کانفیڈننس مزید ہوا ہونے لگا۔

"تو یہ کہ تم مجھ سے شادی کر لو" وہ بمشکل ہی بول پائی۔

یہ سنتے ہی بُرہان نے ایک زور دار قہقہہ لگایا۔

"کیا کہا شادی کر لوں وہ بھی تم سے سچ میں ہاہا کرنی بھی تم سے ہے جاؤ جا کر پہلے اپنی شیشے میں

شکل دیکھو اور بتاؤ کہاں سے خوبصورت ہو"۔

لڑکی کا چہرہ دھواں ہو چکا تھا۔

ذلت کا احساس شدت سے ہو رہا تھا۔

اُسے ویسے چھوڑ کے بُرہان جانے لگا تو پھر رُک گیا اور بولا۔



"ویسے بھی مجھے بیوی چاہیے نوکرانی نہیں جو کوئی بھی منہ اٹھا کر آئے گی اور میں شادی کر لوں گا"۔  
اور بس یہ آخری وار تھا اُس کی ذات پر اُس کے بعد وہ جیتے جی مر چکی تھی۔

□ □ □ □ □

بُرہان کی آنکھ جھٹکے سے کھلی وہ اُٹھ بیٹھا۔ وہ پسینے میں بھیگا بیٹھا تھا۔  
وہ یقیناً کسی بُرے خواب سے جاگا تھا۔  
اُس نے موبائل اٹھایا اور وقت دیکھا۔  
ڈیڑھ بجے کا وقت تھا۔  
وہ کچھ دیر موبائل کو دیکھتا رہا اور پھر آخر کار کال ملا ہی لی۔  
"ہیلو علی کیسے ہو" دوسری طرف جیسے ہی کال اُٹھائی گئی بُرہان نے فوراً پوچھا۔

"مجھے کیا ہونا ہے" دوسری طرف سے علی کا خفا خفا سا جواب آیا۔

"پھر تین دنوں سے یونی کیوں نہیں آ رہے ہو" علی پچھلے تین دنوں سے غیر حاضر تھا۔  
اُس دن والے واقعہ کے بعد اُن کا کوئی رابطہ بھی نہیں ہوا تھا۔ اس لیے بُرہان نے بھی فکر مندی سے پوچھا۔

"یہ نہیں پوچھو گے کہ میں ابھی تک کیوں جاگ رہا ہوں۔"  
علی کا لہجہ سپاٹ تھا جیسے اُس نے پچھلی بات سُنی ہی نہ ہو۔  
"ہاں یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں کیا ہوا ہے خیریت تو ہے نا"  
وہ اپ سچ میں پریشان ہو چکا تھا کیونکہ پہلے تو اُسے خیال ہی نہیں رہا تھا کہ علی اس وقت کیوں جاگ رہا ہو گا۔

"وہ لڑکی جس کی تُم نے بے عزتی کی تھی جسے تُم نے بد صورت کہہ کر ٹھکرایا تھا وہ میری کزن تھی۔"

علی کے لہجے میں غصہ تھا۔

"تھی کیا مطلب" وہ اس بات پر چونکا۔

"ہاں تھی کیونکہ اُس نے تمہاری وجہ سے خودکشی کر لی ہے دو دنوں سے ہسپتال میں تھی لیکن نہیں بچ پائی مر گئی وہ صرف تمہاری وجہ سے اور آج جنازہ تھا اُسکا اب چچا کی طبیعت خراب ہے اُنہیں لیے ہسپتال میں بیٹھے ہوئے ہیں۔"

اُس کے ہاتھ سے موبائل گر چکا تھا اُسے کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔  
بس دماغ ایک ہی بات بار بار دہرا رہا تھا کہ مر گئی وہ مر گئی وہ تمہاری وجہ سے تمہاری وجہ سے۔  
اور یہ وہ دن تھا جس دن بُرہان خانزادہ کی تباہی کا آغاز ہوا

□ □ □ □ □

Welcome in to prime urdu novels & publications.

پرائم اردو ناولز میں خوش آمدید۔

پرائم اردو ناولز میں بحیثیت لکھاری شمولیت اختیار کریں اور اپنی تحریروں، ناولز، افسانوں کا پی ڈی ایف لنک حاصل کریں۔ اور دنیا بھر میں ہماری ویب سائٹ کے لاکھوں قارئین تک اپنی تحریر ایک کلک میں پہنچائیں۔

اگر آپ اپنی تحریروں کو کتابی شکل میں محفوظ کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو خصوصی ڈسکاؤنٹ پر آپ کی مرضی کی تعداد میں کتابیں بنا کر دیں گے۔

ہمارے گروپ میں اپنی تحریر اپنے پیج لنک کے ساتھ پوسٹ کریں اور اپنے پیج کی پرموشن کے لئے اس سنہرے موقع سے فائدہ اٹھائیں۔

اپنے پیج پر ہماری ویب سائٹ کا پی ڈی ایف لنک شیئر کرک اپنے ریڈرز کو پی ڈی ایف سے آف لائن ناولز پڑھنے کی سہولت فراہم کریں۔

اپنے ناولز کو ویب سائٹ کے ساتھ دیگر سٹریمنگ پلیٹ فارمز جیسے یوٹیوب پر بھی پڑھنے کی سہولت فراہم کریں اپنے ریڈرز کو۔

اپنی تحریروں کے لئے دیدہ زیب اور دلکش ٹائٹل اور پرموشنل پوسٹ بنوانے کے لئے ہمارے گرافک ڈیزائنر کی خدمات مفت حاصل کریں۔



اگر آپ کو اپنی تحریروں کو لکھنے میں راہنمائی کی ضرورت ہو تو ہماری ٹیم میں موجود سینئر لکھاری آپ کو مکمل راہنمائی فراہم کریں گے۔

تو پھر دیر کس بات کی، ابھی ہمارے گروپ کو جوائن کریں اور اپنی تحریر پوسٹ کریں اور ہماری ٹیم کا حصہ بن جائیں۔ کیوں کہ ہم اپنے سب لکھاریوں کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ مزید معلومات کے لئے ہمیں میسنجر پر انبکس کریں یا واٹس ایپ پر رابطہ کریں۔

Whatsapp : **03335586927**

Prime Urdu Novels Group Link

<https://www.facebook.com/groups/517883045059344/>

حاجی صاحب نے جیسے ہی کمرے کا دروازہ کھولا سامنے کا منظر دیکھ کے اُن کے قدم زنجیر ہوئے۔  
کوئل بے حس و حرکت زمیں پر گری ہوئی تھی۔  
وہ یقیناً کافی دیر پہلے زہر کھا چکی تھی۔  
اور اُنہوں نے پہنچنے میں بہت دیر کر دی تھی۔

اُن کا جسم کانپ رہا تھا وہ بڑی مشکل سے چلتے ہوئے اُس کی لاش تک پہنچے اُس سیدھا کر کے اُس کا سر اپنی گود میں رکھا۔

اُن کے بوڑھے ہاتھ ابھی بھی کانپ رہے تھے۔

وہ کافی دیر اُسے دیکھتے رہے

اور جب بولے تو اُن کی آواز میں لرزش تھی۔

"تُم مجھ سے پُوچھتی تھی نا کو مل کہ تُم کیوں بد صورت ہو۔"

وہ اُس کے چہرے پر لگی جھاگ کو ہاتھ سے صاف کرتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

"وہ اس لیے کیونکہ تمہارا باپ بہت خوبصورت تھا۔"

وہ اب اُس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے کہہ رہے تھے۔

"تم پوچھتی تھی نہ کہ تمہارا کیا قصور تھا۔ تو سُنو تمہارا قصور یہ تھا کہ تم بُرہان خانزادہ کی بیٹی تھی۔ ایک خوبصورت، مغرور اور بد قسمت باپ کی بیٹی تھی۔ وہ باپ جس نے اپنی بیٹی کا نصیب خود لکھا اور اُسے اتنا خوفناک لکھا۔"

وہ اب پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے۔  
وہ اپنے مستقبل کو سوچ کے رو رہے تھے یا حال کو یا شاید پھر ماضی کو یہ فیصلہ کرنا مشکل تھا۔  
اب وہ اپنے دونوں ہاتھ اپنی بیٹی کی لاش کے آگے جوڑے ہوئے بیٹھے تھے البتہ اب ہاتھ کے علاوہ سارا جسم بھی کانپ رہا تھا۔

□ □ □ □ □

اُس دن آخری دفعہ اُس کی علی سے بات ہوئی تھی اُس کے بعد علی نے اُس سے رابطہ ختم کر لیا تھا۔  
اُس دن کے بعد تو جیسے بُرہان پر عذابوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے۔  
ایک اچانک کار حادثے میں اُس کے ماں باپ کی ڈیبتھ ہو گئی تھی۔  
جس کے بعد اُس پر کاروبار کا بوجھ آن پڑا تھا۔

اور چونکہ اُس نے کبھی کاروبار میں دلچسپی نہیں لی تھی تو کاروبار نہ سنبھال سکا اور دیوالیہ ہو گیا۔  
بہت خوار ہونے اور ان تھک محنت کے بعد اُس نے اپنا کاروبار پھر سے شروع کیا۔  
وہ شادی کر چکا تھا مگر اولاد نہیں تھی۔

وہ ہر نماز میں اللہ سے معافی مانگتا تھا یہاں تک کہ وہ حج بھی ادا کر چکا تھا۔  
یقیناً وہ اپنے کئے پر شرمندہ تھا۔

بہت سالوں کے بعد جب کوئل کی پیدائش ہوئی تھی تو اُسے لگا کہ شاید اب اُس کی سزا پوری ہو چکی  
ہے۔

مگر اصل سزا تو تب شروع تھی۔

وہ انسانوں کے دل دکھا کر اللہ سے معافی مانگتا رہا تھا۔

مگر آج شاید اُس کی آدھی سزا پوری ہو گئی تھی۔

\*\*\*\*\*

ختم شد